112062 ـ مساجد سے بدعتی کو نکالنے کا حکم

سوال

ہماری مسجد میں جو لوگ اذان دیتے اور نماز کراتے اور خطبہ جمعہ دیتے ہیں وہ بہت ساری بدعات کا ارتکاب بھی کرتے ہیں، کیا ہم انہیں طاقت کے زور پر مسجد سے نکال سکتے ہیں ہم نے انہیں کئی بار نصیحت کی ہے کہ وہ بدعات کو ترک کر دیں لیکن وہ ترک نہیں کرتے، کیا انہیں بزور بازو نکال دیا جائے ؟

پسندیدہ جواب

الحمد لله:

مسلمان شخص کو اللہ کےگھر مسجد سے نکالنا جائز نہیں چاہے وہ بدعتی ہی ہو، کیونکہ یہ گھر مسجدیں اللہ کا ذکر نماز قائم کرنے اور اللہ کی عبادت بجا لانے کے لیے بنائی گئی ہیں، اور بدعتی شخص اللہ کی اطاعت کرنے پر مشکور ہے، اور ہر وہ بھلائی جو خالصتا اللہ کے لیے کرتا ہے اسے اس کا اجروثواب حاصل ہو گا، لیکن اسے اس کی بدعت کا گناہ ضرور ہو گا اس لیے کسی بھی شخص کے لیے کسی دوسرے کو اللہ کی عبادت اور اس کی اطاعت کرنے سے روکنا جائز نہیں.

بلکہ اللہ کی عبادت و اطاعت میں وہ دوسرے کی معاونت کرے، اور اسے مسلمانوں کے ساتھ نماز باجماعت ادا کرنے کی ترغیب دلائے، ہو سکتا ہے وہ سنت کو سنے اور دین میں بدعات کی ایجاد سے باز آ جائے.

جبکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ مشرکوں کو مسجد میں داخل کرنےکی اجازت بھی دی تھی، جیسا لکہ ثمامہ بن اثال رضی اللہ عنہ کا واقعہ ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں مسجد کے ستون کے ساتھ باندھنے کا حکم دیا یہ اس وقت کا واقعہ ہے جبکہ ابھی وہ مسلمان نہیں ہوئے تھے، حتی کہ انہیں تیسرے دن کھول دیا گیا اور وہ مسلمان ہو گئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کہنے لگے:

" میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں "

اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کی قسم میرے نزدیك روئے زمین پر آپ کے چہرے سے برا اور مبغوض ترین

چہرہ کوئی نہ تھا، لیکن اب مجھے آپ کا چہرہ سب سے محبوب چہرہ لگنے لگا ہے.

اللہ کی قسم میرے نزدیك آپ كے دین سے برا اور مبغوض ترین كوئی اور دین نہ تھا، لیكن اب مجھے یہ دین سب سے زیادہ محبوب ہے.

اللہ کی قسم آپ كے شہر اور علاقے سے برا كوئی اور علاقہ نہیں لگتا تھا لیكن اب آپ كا شہر میرے نزدیك محبوب ترین شہر ہے "

صحیح بخاری حدیث نمبر (462) صحیح مسلم حدیث نمبر (1764).

تو دیكھیں كہ ثمامہ كا مسجد میں رہنا ان كی ہدایت اور اسلام كا باعث بنا رضی اللہ عنہ؛ تو پھر وہ مسلمان جو مسجد كو آباد كرتے ہیں ان كی حالت كیا ہو گی، وہاں اذان دیتے اور خطبہ جمعہ بھی جیسا كہ سوال میں بیان ہوا ہے ؟!

اور جب كعب بن مالك رضی اللہ تعالی عنہ جنگ تبوك میں نہ جا سكے اور نبی كریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پیچھے رہ گئے تو نبی كریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان كے ساتھ بائیكاٹ كا حكم دے دیا اور لوگوں كو حكم دیا كہ وہ ان كے ساتھ بات چیت مت كریں، حتی كہ انہیں بیوی كو بھی چھوڑنے كا حكم دے دیا، لیكن اس كے باوجود نبی كریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں مسلمانوں كے ساتھ جماعت میں حاضر ہونے سے منع نہیں فرمایا اور نہ ہی ان كے ساتھ نماز ادا كرنے سے روكا.

كعب بن مالك رضی اللہ عنہ بیان كرتے ہیں:

" اور پھر رسول كریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں كو ہمارے ساتھ كلام كرنے سے بھی منع فرما دیا جو تین غزوہ سے پیچھے رہ گئے تھے.

كعب رضی اللہ تعالی عنہ بیان كرتے ہیں:

" تو لوگ ہم سے علیحدہ ہو گئے اور ہمارے لیے بدل گئے حتی كہ میرے دل میں زمین بدل كر رہ گئی اور یہ وہ زمین نہیں رہی جسے میں جانتا تھا، تو پچاس راتیں ہم نے اسی طرح بسر كیں "

اور میرے دونوں ساتھی گھر میں بیٹھ گئے اور روتے رہتے لیكن میں ان میں سب سے زیادہ طاقتور اور جوان تھا اور میں باہر نكل كر مسجد میں ان كے ساتھ نماز ادا كرتا، اور بازار بھی گھومتا لیكن میرے ساتھ كوئی بھی كلام نہ كرتا، اور

میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھی آتا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے بعد اپنی جگہ ہی بیٹھے ہوتے اور میں انہیں سلام کہتا، اور دل میں کہتا آیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام کے جواب میں ہونٹوں کو حرکت دی ہے یا نہیں پھر میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب نماز ادا کرتا اور چھوری چھپے دیکھتا جب میں نماز میں ہوتا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مجھے دیکھتے،اور جب میں آپ کی طرف متوجہ ہوتا تو آپ میری طرف سے اعراض کر لیتے "

صحیح بخاری حدیث نمبر (2757) صحیح مسلم حدیث نمبر (2769).

اور جب خوارج ظاہر ہوئے اور انہوں نے بدعات کرنا شروع کیں اور اپنی فکر اور سوچ سے مسلمانوں کی جماعت میں تفرقہ ڈال دیا، اور انہوں جو کچھ بھی ایجاد کیا لیکن اس کے باوجود کسی ایک صحابی نے بھی انہیں مساجد سے نکالنے اور دور کرنے کا حکم نہ دیا، کیونکہ یہ مسجدیں اللہ کا گھر ہیں جہاں اللہ کی ذکر بلند کرنے اور اس کا نام بلند ہوتا ہے، اس لیے کسی کو بھی یہ حق نہیں کہ وہ اس سے منع کرے جس کا اللہ نے حکم دیا ہے.

علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالی عنہ نے خوارج کے متعلق کہا تھا:

" ان کے ہم پر تین حق ہیں، جب تك وہ ہم سے لڑائی اور قتال نہیں کرتے ہم ان سے لڑائی و قتال نہ کریں، اور انہیں اللہ کی مسجدوں میں اللہ کا ذکر کرنے سے منع نہ کریں، اور انہیں مال فئ سے محروم مت کریں جب تك ان کے ہاتھ ہمارے ہاتھوں کے ساتھ ہیں "

اسے ابن ابی شیبہ نے مصنف ابن ابی شیبہ میں حسن سند کے ساتھ روایت کیا ہے دیکھیں مصنف ابن ابی شیبۃ (7 / 562).

آپ کے حق میں مشروع یہ ہے کہ آپ ان کے ساتھ مساجد میں اچھا سلوک کریں، اور ان کے لیے ہر طریقہ سے سنت بیان کرنے کی کوشش کریں، اور اہل علم سے دریافت کرنے اور اس کے یقینی بدعت ثابت ہونے کے بعد اگر آپ لوگوں کے لیے انہیں ان بدعات سے روکنا ممکن ہو تو آپ کے لیے انہیں صرف اس بدعت سے منع کرنا جائز ہے، نہ کہ آپ انہیں بالکل ہی مسجد سے روک دیں، لیکن اس میں شرط یہ ہے کہ اگر انہیں منع کرنے کے نتیجہ میں مسلمانوں کے مابین اس بدعت سے بھی زیادہ خرابی و فساد نہ پیدا ہوتی ہو.

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" اس بنا پر جب شخص یا کسی گروہ میں نیکی و برائی دونوں جمع ہوں اور وہ ان میں فرق نہ کرتا ہو بلکہ یا تو وہ ان دونوں کو اکٹھا سرانجام دیتا ہو؛ یا پھر سب کو اکٹھا چھوڑ دیں تو ان کو نہ تو نیکی کا حکم دینا جائز ہے اور نہ ہی برائی سے روکنا؛ (بلکہ) دیکھا جائیگا کہ اگر تو اس میں نیکی و معروف اکثر ہو، چاہیے اس سے برائی کم لازم آتی ہو تو اسے اس برائی سے نہیں روکا جائیگا جس کے نتیجہ میں اس سے بھی عظیم معروف و نیکی ختم ہوتی ہو؛ بلکہ اس حالت میں اسے منع کرنا اللہ کی راہ سے روکنا اور رکاوٹ ڈالنا شمار ہو گا، اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کے زوال اور نیکیاں سرانجام دینا زائل کرنے کی سعی و کوشش شمار ہوگی.

لیکن اگر برائی غالب ہو تو اس سے روکا جائیگا؛ چاہیے اس کے نتیجہ میں اس سے چھوٹی نیکی فوت ہوتی ہو.

تو اس نیکی کا حکم دینا جو زائد برائی کا باعث بنے یہ برائی اور منکر امر اور اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی سعی کوشش شمار ہو گی.

اور اگر نیکی اور برائی برابر اور ایك دوسرے سے لازم و ملزوم ہوں تو نہ اس کا حکم دیا جائیگا اور نہ ہی روکا جائیگا چنانچہ بسا اوقات امر بالمعروف اور بسا اوقات نہی عن المنکر بہتر ہو گی؛ اور بسا اوقات نہ تو امر بالمعروف اور نہ ہی نہی عن المنکر صحیح ہوگی، وہ اس طرح کہ جب نیکی اور برائی دونوں ایك دوسرے کے ساتھ لازم و ملزوم ہوں، یہ معین اور واقعہ امور میں ہیں، لیکن نوع کے اعتبار سے مطلقا نیکی کا حکم اور مطلقا برائی سے روکا جائیگا.

اور ایك ہی فاعل اور ایك ہی گروہ میں اس کی نیکی کا حکم اور برائی سے روکا جائیگا، اور اس کے اچھے کام کی تعریف کی جائیگی اور برے کام کی مذمت ہو گی؛ وہ اس طرح کہ امر بالمعروف کی بنا پر اس سے اکثر فوت نہ ہو، یا پھر اس سے زیادہ برائی حاصل نہ ہوتی ہو، اور نہ ہی برائی سے روکنے میں اس سے بھی برا کام حاصل ہوتا ہو، یا پھر اس سے زیادہ راجح نیکی فوت ہوتی ہو.

اور جب معاملہ مشتبہ ہو جائے تو مؤمن وضاحت طلب کرے حتی کہ اس کے لیے حق واضح ہو جائے؛ اس لیے اطاعت و فرمانبرداری علم و نیت کی صورت میں سرانجام دے " انتہی

دیکھیں: مجموع الفتاوی (28 / 129 - 130) اور الاستقامۃ (2 / 217 - 218) بھی دیکھیں.

شیخ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ سے درج ذیل سوال دریافت کیا گیا:

ہمارے ساتھ شیعہ ملازمین بھی ہیں کیا ہم ان کے سلام کا جواب دیں، اور اسی طرح ہم انہیں مسجد میں کاغذ پر نماز

ادا کرتے دیکھتے ہیں تو کیا انہیں مسجد سے نکال دیں ؟

شیخ رحمہ اللہ کا جواب تھا:

" آپ ان کے ساتھ وہی معاملہ کریں جو وہ آپ کے ساتھ کرتے ہیں، جب وہ سلام کریں تو آپ سلام کا جواب دیں، اور انہیں مسجد نکالنا اچھا نہیں، بلکہ ہو سکتا ہے ان میں سے بعض تو عام افراد میں شامل ہوتے ہوں جنہیں کچھ علم ہی نہ ہو، بلکہ ان کے علماء نے انہیں گمراہ کر رکھا ہو؛ لہذا آپ کے لیے لیاقت و بہتر دعوت و تبلیغ سے ان پر اثرانداز ہونا ممکن ہے اور لوگوں میں سختی والا معاملہ کرنا صحیح نہیں.

کیونکہ اللہ سبحانہ و تعالی ہر معاملہ میں نرمی و شفقت پسند فرماتا ہے، لہذا اگر اب آپ ان سے تصادم کی راہ اختیار کرتے ہوئے انہیں کہیں کہ: تم کاغذ پر سجدہ مت کرو، اور پتھر وغیرہ پر سجدہ مت کرو، اگر تو معاملہ یہی رك جائے اور وہ باز آ جائیں تو اچھا ہے.

لیکن وہ اور زیادہ کرینگے اور پھر تمہاری آپس میں عداوت و دشمنی اور زیادہ ہو گی، اس لیے میری رائے تو یہ ہے کہ پہلے ان کو نصیحت کرنا ضروری ہے، اور خاص کر عوام کو اور نصیحت کا معنی یہ نہیں کہ آپ ان کے مذہب پر حملہ آور ہوں اور ان کے باطل طریقہ پر حملے کریں، نہیں ایسا نہیں، بلکہ نصیحت یہ ہے کہ آپ ان کے لیے حق بیان کریں اور سنت کی وضاحت کریں، پھر اس کے بعد جب آپ ان کے لیے سنت بیان کریں تو مجھے پورا یقین ہے کہ اگر ان میں حقیقی ایمان پایا جاتا ہے تو وہ اس حق کی طرف واپس آ کر اپنے باطل کو ترك کر دیں گے.

اگر یہ حاصل ہو تو یہی بہتر اور اچھا ہے، اور اگر ایسا نہ ہو تو آپ ان کے ساتھ وہی معاملہ کریں جو وہ آپ سے کرتے ہیں، لیکن انہیں مسجد سے نکالنے کا آپ کو حق حاصل نہیں "

دیکھیں: لقاءات الباب المفتوح لقاء نمبر (80) سوال نمبر (4).

آخر میں ہم آپ کو متنبہ کرنا چاہتے ہیں کہ ہر بدعت کرنے والا شخص بدعتی نہیں ہوتا، جس طرح آپ اسے بدعت سمجھتے ہیں لیکن وہ حقیقت میں ایسا نہیں، اور ان مسائل کا مرجع چھوٹے علماء اور طالب علم نہیں، یا جو سنت کی حماس رکھتے ہیں، کیونکہ یہ لوگ تو خود راہنمائی اور نصیحت و خیال کے محتاج ہیں مثلا:

ہو سکتا ہے وہ رکوع کے بعد سینہ پر ہاتھ رکھنا بدعت شمار کرتے ہوں! تو کیا ان پر بدعتی ہونے کا حکم لگایا جائیگا ؟! اور کیا وہ اس طرح کے لوگوں کو مسجد سے نکالنا چاہینگے؟! اور کیا وہ جانتے ہیں کہ ہمارے علماء اور اماموں

میں سے کون ایسا ۔ رکوع کے بعد ہاتھ باندھتے ۔ کرتے ہیں ؟!

ہم ان بھائیوں کا سنت پر غیرت کھانے پر شکر ادا کرتے ہیں، لیکن ہم یہ نہیں چاہتے کہ ان کا یہ حماس انہیں لوگوں پر حکم لگانے کا باعث بنے، اور نہ ہی لوگوں کو مسجد سے نکالنے کا باعث بنے، لوگوں کے مختلف جماعتیں بن جانے سے ہم کس قدر مشکلات میں ہیں، تو کیا یہ قسم اور فرقے بننا اللہ کے گھروں میں بھی منتقل ہو جائیگا ؟! ہم امید کرتے ہیں کہ ایسا نہیں ہو گا، اور ہم ان سے امید رکھتے ہیں کہ ۔ جس طرح انہوں نے اس مسئلہ میں ۔ سوال کیا اور سمجھداری کا ثبوت دیا ہے وہ اسی طرح کرینگے، اور دیکھیں علماء کا فتوی واضح ہے حتی کہ بدعتیوں کے متعلق مثلا شیعہ کے بارہ میں، لیکن اس سے ہمیں ان کو دعوت دینے اور اچھے طریقہ سے وعظ و نصیحت کرنے سے غافل نہیں ہونا چاہیے.

واللہ اعلم.